بفیض روحانی نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت خلیفہ و مظہر اعلی حضرت امام المناظرین شیر بیشۂ سنت الشاہ مفتی حشمت علی خان قادری رضوی رضی المولیٰ عنہ



مارچ
۲۰۲۲
(Mar-2022)

ماہنامہ
حشمت ضیا

سنیت کا کام کریں گے فتاویٰ رضویہ عام کریں گے

مدیر : عبید حشمت علی

تزئین کار : محمد سہیل رضا حشمتی
(عرب شریف)

آر این آر آرٹس گلبرگہ

ماہنامہ
حشمت ضیا
مارچ ۲۰۲۲ء

مدیر

عبید حشمت علی غفرلہ

تزئین کار

محمد سہیل رضا حشمتی غفرلہ القوی

(عرب شریف)

بفیضِ رُوحانی

سلطان العاشقین، صاحب البرکات **سید شاہ برکت اللہ** مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ثم

اسد العارفین قطب الکاملین سرکار **سید شاہ حمزہ عینی** مارہروی رضی المولیٰ عنہ

ثم

حضرت ابوالفضل **آل احمد اچھے میاں** مارہروی رضی المولیٰ عنہ

ثم

قطب الوقت **حضرت مخدوم شاہ آل رسول** قادری مارہروی رضی المولیٰ عنہ

ثم

سراج العارفین **سید شاہ ابوالحسین احمد نوری** مارہروی رضی المولیٰ عنہ

ثم

سرکار تاج العلماء **سید اولاد رسول محمد میاں** مارہروی رضی المولیٰ عنہ

ثم

سید العلماء حضرت علامہ مفتی شاہ **آل مصطفی سید میاں** مارہروی رضی المولیٰ عنہ

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان، **حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت، جنید زماں **حضرت علامہ مفتی محمد ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلی حضرت محقق عصر، رئیس التحریر **حضرت مفتی محمد فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پاجائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاءاللہ تعالی کسی قریبی شمارے میں تصحیح کر دی جائیگی۔

نعت شریف

محض رخصت کو نہ دیکھو عزیمت خوب کرنے دو

از— محقق عصر رئیس التحریر صوفی باصفاء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فاران رضا خان صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

محض رخصت کو نہ دیکھو عزیمت خوب کرنے دو
سنو اب روح کو بھی تم ریاضت خوب کرنے دو

انہیں کے واسطے ہی ہم بنے اور یہ جہاں آیا
فنا والوں بقا چاہو تو مدحت خوب کرنے دو

لٹا کر جان و دنیا ہم تمہارے واسطے آئے
نہ حائل ہو فرشتوں اب زیارت خوب کرنے دو

چلو مانا کہ ہم ہی ان کے اعداء سے الجھتے ہیں
ہمیں اپنے میں رہنے دو یہ فطرت خوب کرنے دو

بروز حشر وہ آئیں تو عاصی جھوم کر بولیں
ابھی جنت میں کیا جائیں زیارت خوب کرنے دو

یہ لمحے زندگی کے اب تمہارے واسطے ہی ہیں
متاعِ زندگی سے اب تجارت خوب کرنے دو

جو تعریفِ بقا چاہو، تو سن لو عشق والوں سے
رسول اللہ کی الفت، محبت خوب کرنے دو

اشدّاء علی الکفار گر تم سے نہ ہو پائے
نہ روکو ظالموں ہم کو تو شدّت خوب کرنے دو

امام احمد رضا کے مظہرِ کامل کا مصرع ہے
یہ شوقِ زندگی کیا ہے وہ رحلت خوب کرنے دو

چلو بخشیں شرف دل کو حرم کے خار مہماں ہوں
عجب صورت عجب معنٰی میں دعوت خوب کرنے دو

ارے **فاراں** ذرا مقطع سے پہلے دل کو سن لیتے
نہ روکو مدحت آقا کی کثرت خوب کرنے دو

مسئلہ حب و بغض پر بعض ضروری کلام

از-اعلی حضرت مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا خان قادری رضی المولیٰ عنہ

اے شجر بشر کی بے شمار شاخو ! آخر تم ایک اصل ایک زمین ایک پانی ایک ہوا سے ہو۔ ایک باپ کے بیٹے ایک ماں کی اولاد آپس میں حقیقی بھائی کہ در اصل خلقت زیک جوہر ید تم سب میں وہی وداد واتحاد درکار تھا جو سگے بھائیوں میں ہوتا، پھر تم میں خلاف و شقاق نے کدھر سے راہ پائی۔ مجانین تو بحث سے خارج ہیں جن کی الفت یا نفرت کے لیے سبب درکار نہیں۔ میں تم عقلا سے پوچھتا ہوں کہ جب تم میں ایسا عظیم رشتۂ یک جہتی قائم ہے تو تمہارا باہم بلا وجہ خلاف چہ معنی، ہاں وجوہ ضرور ہیں، زر و زمین و مال و ملک و جاہ عرض و دم وغیرہ بہت کثیر و موفور ہیں؛ مگر ان سب میں نازک تر سب سے سخت تر تخالف مذہبی کہ چیز جتنی زیادہ عزیز اسی قدر اس کے باعث نزاع قوی۔ ہر پابند مذہب کہ اگرچہ کیسا ہی باطل پر ہو، مذہب سے زیادہ کوئی شے پیاری نہیں۔

ہم دیکھتے ہیں بہت لوگ مال و جاہ میں درگزر کرتے ہیں، چھوڑ بیٹھتے ہیں صلح پر آتے ہیں مگر اہل مذہب مذہب کا کوئی حصہ نہیں چھوڑ سکتے، ترک در کنار۔ بعض پر مصالحہ کی گنجائش نہیں رکھتے تو مخالف مذہب قدرتی طور پر اعلی ذریعہ بغض و منافرت جس کا مٹادینا اٹھادینا خارج از طوق بشریت ہے تو ایسے امر میں کوشش فضول علت تخالف جب تک باقی تخلف معمول کیوں کر معقول؛ خصوصاً جب کہ کچھ بندگان خدا کی نہایت تعظیم غایت تکریم کہ مذہبی حکم سے جس کے وہ اہل ہیں، ایک فریق کی جان ایقان ہو اور انہیں بندگان خدا کی کمال توہین تحقیر مبین مذہبی ہے مسئلہ سے دوسرے فریق کا جز و ایمان ہو جیسے رافضی یا سنی، ناصبی یا سنی، وہابی کہ ان سب حضرات کا مدار مذہب ائمہ اہل سنت کی بد گوئی واہانت ہے۔ جن میں بعض کا ایک ہلکا بیان خود بعض مضامین ندوہ میں کئی ورق پر مثبت ہے۔ کوئی نزاع مٹا کر فریقین میں سچا اتحاد قائم کرنے کی

تین (۳) صورتیں ہیں: ایک فریق دوسرے کا قول تسلیم کر لے، یا دونوں اپنے بعض قول سے در گزر کر کسی متوسط حد پر راضی ہو جائیں یا مابہ النزاع سے غرض ہی نہ رہے کہ وجہ تنافس و تنافر و باعث تدابر و تہاجر ہو۔ اور جب فریقین متنازع فیہ سے غرض بھی نہ چھوڑیں اور اپنے دعوؤں سے تنزل بھی نہ کریں تو ارتفاع نزاع ہے۔

ان میں ایک مان لے کہ واقعی یہ سب صورتیں میسر۔ ایک زمین پر زید و عمرو کا تنازع ہے۔ ان میں ایک مان لے کہ واقعی یہ دوسرے کی ہے یا نصف نصف پر تصفیہ کر لیں یا ایک یا دونوں چھوڑ کر چلتے ہوں کہ بلا سے کوئی لے، ہم باز آئے۔

مذہبی نزاع میں ان میں سے کون سی صورت حضرات کے عالی خیال میں ہے؟ کیا سنی معاذ اللہ! مذہب چھوڑ کر رافضی وہابی ناصبی ہو جائیں؟ یا یہ امید کہ باقی فرقے سب اپنے مذاہب سے تائب ہو کر مذہب حق پر ایمان لے آئیں یا یہ کہ کچھ حصہ مذہب سنی چھوڑیں کچھ پارۂ مذہب سے وہ منہ موڑیں آدھوں آدھ پر فیصلہ کی ٹھہرائیں یا یہ جھگڑے کے گھر بکھیرے کے مکان خلاف کی جڑ نزاع کی کان یعنی دین و مذہب کو آگ لگائیں۔ خاصے دہریے پورے آزاد بے لجام و مہار ممنون الحاد ہو کر یک رنگی واتحاد کے رنگ رچائیں یعنی وہ سر ہی ہم نہیں رکھتے

با رقیباں جدل فزوں می شد
یار را کشته از جدل رستیم

اگلی تینوں صورتیں تو ہونے سے رہیں اور ندوہ کے خود اقرارات ہیں کہ وہ مقصود نہیں۔ ہاں! شکل اخیر منظور ہو تو کوشش ٹھیک ہے اور حال وقت سے قرین و نزدیک ہے آزادی والحاد کی ہوا چل رہی ہے۔ قومی ہمدردی ہزاروں درد کے پہلو بدل رہی ہے۔ امرا سے چل کر غربا تک آئی۔ جہلا سے ابل کر علما پر چڑھ آئی۔ دین پر قیام آگ پر صبر ہے۔ قائم علی الدین کا لقابض علی الجمر ہے۔

يصبح مؤمنا و يمسى كافرا
ملحد باطنا و مومن ظاهرا

خلط ملط اتحاد اتفاق کر، اس وقت سے بہتر کیا وقت پاؤ گے، گھل مل جاؤ، سب ایک ہو جاؤ، ہوا دار سڑکوں پر بگھیاں اڑاؤ، گوشۂ عافیت میں گھٹ کر رہ جاؤ گے، اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو جان برادر! یہ کیوں کر بنے، مختلف گروہ مذہب نہ چھوڑیں۔ پھر مذہبی حیثیت سے ایک ہو جائیں یہ ناشدنی مذہبی حیثیت عقائد کی مخالفت جب تک باقی تنافر باقی تو وہی ناچاقی۔

تريدين كيما تضمديني وخالدا
وهل يجمع السيفان ويحك في عمد

یہ ظاہری وفاق، باطنی شقاق، کھلا نفاق اور نام اتفاق۔ کچھ دن چلا بھی تو اس گھال میل کے نتائج دیکھیے، وہ شرمناک واقعہ ہولناک حادثہ جنہیں مٹانے کے بہانے یہ اتفاق کے ولولے اتحاد کے وسوسے آخر کیوں ہیں؟ تخالف مذہب سے جب مذہب باقی تو الگ رہنے پر ایک ہوتے ہیں۔ مختلط ہونے پر دس رکھے ہیں، آخر تحریرات ندوہ میں خود اقرار ہے کہ طبائع سے اس کا زوال نہ ہو گا تو آگ بارود میں جدائی ہی بہتر کہ دور رہنے پر اشتعال نہ ہو گا۔ دیکھیے دو مختلف مذہبوں کے رسمی میلے جب ایک زمانہ میں آتے ہیں، اپنا پرایا حاکم رعایا سب پروہ دن فکر میں جاتے ہیں۔ شریف بے چارے گردش کے مارے اپنی عزت کی خیر مناتے ہیں۔

زید نے آگ سلگائی، بارود بنائی، ہر ایک کی جگہ جدا ٹھرائی، عاقل تو سمجھے کہ سبب کیا ہے۔ غافل حیران کہ یہ عجب کیا ہے، اے آگ! اے یارو! تم دونوں کا خدا ایک، نبی ایک، ہر شے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائرۂ رسالت میں آئی ہے، مالک ایک، مکان ایک کہ زید کے گھر، زید کے ہاتھ پر خالق سے نعمت وجود پائی ہے۔ پھر تم دونوں میں سو (۱۰۰) اختلاف طبع ہوں جب اتنا اتحاد ہے ایک ہی رہو۔

اب عقلا سے داد انصاف طلب کہ وہ جدائی جس کی تاکید حدیث میں آئی جیسے دین میں نافع تھی کہ صحبت خلاف سے تاثر نہ ہو یوں ہی دنیا میں نافع کہ اشتعال بمجیل سے ضرر نہ ہو۔ بخلاف اس دعواے

اتفاق کے کہ دین و دنیا دونوں کا زیاں وہاں مذہب پر اندیشہ یہاں امن و امان کا دشمن جاں اور واقعی مخالفت شرع سے شر ہی پیدا شرع سے بڑھ کر کون مصلحت کا دانا؟۔

اس اتفاق واتحاد میں بھلائی ہوتی تو شرع میں کیوں تاکید جدائی ہوتی!۔ ہاں یہ اتفاق دین میں مضل، دنیا میں امن و عافیت کا مخل اور وہ بعض شرعی پر بوجہ شرعی، دین کا راعی، امن کا داعی۔ صلاح و فلاح دارین میں ساعی، مولی تعالی شرع مطہر پر استقامت بخشے، عافیت دے، سلامت بخشے، خلط بدع و ہوا سے بچائے فتن و محن کی ہوا سے بچائے، دین حق پر دنیا سے اٹھائے، دولت دیدار عطا فرمائے، نصیب احبا فیروزی کرے، شفاعت مصطفی روزی کرے۔ وصلی اللہ علیہ وسلم آمین آمین آمین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العلمین۔

(سوالات حقائق نما برؤس ندوۃ العلماء)

☆☆☆☆☆☆

بارگاہ صحابہ میں راہ ادب

از: علامہ یوسف بن اسمعیل نبہانی رضی المولیٰ عنہ

امام شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی شافعی رحمتہ اللہ علیہ امام ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "زواجر" میں رقم طراز ہیں۔

"اکابر سلف صالحین میں سے حضرت ابو ایوب سختیانی فرماتے ہیں۔ جس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے دین کا مینار قائم کر لیا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے ہدایت کا راستہ روشن کر لیا۔ جس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے الفت و محبت کا رشتہ جوڑا اس نے اپنے آپ کو نور الٰہی سے منور کر لیا اور جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حب و ولا کا تعلق قائم کیا اس نے ہدایت کی مضبوط گرہ تھام لی اور جس نے کہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم خیر و ہدایت کے پیکر تھے وہ نفاق سے پاک اور بری ہو گیا۔ کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں جن کا بیان ممکن نہیں۔"

امام ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جمیع اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق و اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے وہ دس افضل ہیں جنہیں زبان رسالت سے نام بنام جنت کا مژدہ ملا ہے۔ پھر ان میں سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد اکثر اہل سنت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو افضل قرار دیتے ہیں پھر چوتھے نمبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور یہ ایسی مقدس ہستیاں ہیں جن کی شخصیات پر کوئی آدمی اعتراض نہیں کر سکتا۔ سوائے بدعتی منافق اور خبیث شخص کے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذیل کے ارشاد میں خلفائے اربعہ کی ہدایت سے وابستہ ہونے کا حکم دیا ہے۔

حدیث پاک: تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کی پیروی لازم ہے اسے اپنی داڑھوں کے ذریعے مضبوطی سے تھام لو۔

خلفائے راشدین سے مراد یہی چار صحابہ کرام ہیں اور اس بات پر قابل ذکر لوگوں کا اجماع ہے "زواجر" ہی میں فرمایا: اللہ تعالی نے قرآن حکیم کی متعدد آیات میں اس بات پر نس فرمائی ہے کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے راضی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

"اور مہاجرین وانصار میں سابقین اولین اور وہ لوگ جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔"

اس لئے جس نے ان کو یا ان میں سے کسی کو برا بھلا کہا تو اس نے اللہ تعالی کے خلاف اعلان جنگ کیا اور جو شخص اللہ تعالی کو جنگ کا چیلینج دے وہ برباد ہو گیا اور ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن گئی ، اسی لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کسی برائی یا عیب کی نسبت کے ساتھ ہو تو اس وقت بچنا لازم ہے اور اگر قدرت ہو تو دیگر منکرات کی طرح ہاتھ زبان یا دل کے ساتھ اس کا ازالہ اور انکار ضروری ہے بلکہ یہ جرم دیگر منکرات کے مقابلے میں زیادہ قبیح اور براہے۔ اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیداً منع فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی نہ کی جائے۔ فرمایا (ترمذی) "میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو میرے بعد ان کو تنقید کا نشانہ نہ بنالینا جو ان سے محبت کرے گا تو میری محبت کی وجہ سے کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے تو دراصل مجھ سے عداوت کے باعث ان سے بغض رکھے گا اور جو انہیں ستائے گا تو وہ مجھے اذیت دے گا اور جو مجھے اذیت دے گا تو حقیقت میں اللہ تعالی کو ناراض کرے گا اور جو اللہ تعالی کی ناراضگی کے اسباب اختیار کرے گا۔ قریب ہے کہ اللہ تعالی اسے اپنی گرفت میں لے لے۔"

غور فرمایئے صحابہ کرام کے کتنے عظیم فضائل اور مناقب ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا اور ان کے ساتھ دشمنی اور

عداوت کو اپنی دشمنی ٹھرایا۔ اس بات سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جلالت شان اور شرف و بزرگی کا اندازہ لگایئے کہ ان کی محبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا عنوان ہے اور ان کے ساتھ عداوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی ہے۔ جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقات اور احوال و آثار پر نظر ڈالے گا اسے صحابہ کرام کی عظمت شان معلوم ہو گی۔ اللہ تعالی انہیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزاعطا فرمائے انہوں نے راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کیا یہاں تک کہ شرق و غرب میں دین کا ڈنکا بج گیا اور شریعت اسلام کو عروج و غلبہ نصیب ہوا اگر وہ راہ خدا میں ایسی سرفروشی کا مظاہرہ نہ کرتے تو ہم تک قرآن آتا نہ سنت پہنچتی اور نہ ہی اصل کا وجود ہوتا نہ فرع کا۔ جو شخص ان کی شان میں زبانِ طعن دراز کرتا ہے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ اس جرم کی پاداش میں ملت اسلامیہ سے خارج ہو جائے گا کیونکہ ان کی شان میں گستاخی کرنا نورقرآن کو بجھا دینے کی کوشش ہے۔

وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

"اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا، پڑے برا مانیں کافر۔"

اس طعن و تشنیع سے دراصل اس تعریف و ثنا پر بے اطمینانی اور بے یقینی کا اظہار ہے جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے حق میں فرمائی ہے اور یہ بات خود اللہ تعالی اور اس کے رسول کی شان میں گستاخی ہے کیونکہ صحابہ کرام ہمارے اور رسول اللہ کے درمیان وسیلے ہیں۔ ان پر نکتہ چینی کرنا بارگاہ الوہیت و رسالت پر اعتراض کرنا ہے۔ اور روایت نقل کرنے والے کی توہین دراصل منقول عنہ (جس سے نقل کی گئی) کی توہین ہے۔اور یہ بات اس شخص کے لئے بالکل صاف اور واضح ہے جو تدبر سے کام لیتا ہے اور اس کا عقیدہ نفاق اور زندقہ سے پاک ہو۔ اس لئے ہر اس شخص پر ضروری ہے جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا مدعی ہو کہ وہ اس شخص سے بھی محبت کرے جو اللہ تعالی اور اس کے رسول کا کلام و پیغام

دوسروں تک پہنچانے کا فریضہ سر انجام دے۔ اور اس کام میں کوتاہی کا مرتکب نہ ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے شریعت اسلامیہ کے لئے مشقتیں سہی ہیں۔ امام ابن حجر "زواجر" ہی میں فرماتے ہیں: ''اس بارے میں احادیث بکثرت آئی ہیں ہم نے ان تمام احادیث کا ایک جامع کتاب بنام "الصواعق المحرقه لاخوان الشياطين اهل ابتداع والضلال والزندقه" میں احاطہ کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ کتاب اس موضوع پر بے نظیر کتاب ہے۔ اگر تم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے محاسن اہل بیت عظام کی ان کے حق میں تعریفیں بالخصوص شیخین رضی اللہ عنہم کے فضائل شیعہ اور رافضیوں کی رسوائیوں کذب بیانیوں اور من گھڑت باتوں کا تماشا دیکھنا چاہتے ہو تو مذکورہ کتاب کی طرف رجوع کرو۔''

میرے خیال میں یہاں ''الصواعق'' میں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل اور ان پر کئے جانے والے اعتراضات کے دفاع کے لئے ایک جامع انتخاب کی ضرورت ہے۔

امام ابن حجر فرماتے ہیں: ''اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ صحابہ کرام کی عدالت اور پاکیزہ نفسی پر یقین رکھے، ان پر اعتراضات سے اجتناب کرے اور ان کے فضائل و مناقب بیان کرے، جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن میں ان کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی صحابہ کرام کی تمام امتوں پر فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالی کی شہادت سے بڑھ کر کوئی شہادت نہیں کیونکہ وہ اپنے بندوں کے حالات سے بخوبی آگاہ ہے اور ان کی پوشیدہ بھلائیوں اور خوبیوں کو اچھی طرح جانتا ہے بلکہ یہ ایسے معاملات میں جن کو سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا۔ جب اللہ تعالی نے ان کے

بارے میں شہادت دی کہ وہ بہترین امت ہیں تو ہر ایک پر اس کا اعتقاد رکھنا اور ایمان لانا لازم ہے ورنہ وہ اللہ تعالی کی خبروں کی تکذیب کا مرتکب ٹھہرے گا۔ اس بات میں شک نہیں، کہ جو شخص اللہ تعالی یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کی حقانیت پر شبہ کا اظہار کرے وہ تمام مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے مطابق کافر ہے۔“

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (البقرہ)

"اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو۔"

اس آیت میں اور اس سے پہلی آیت میں صحابہ کرام اس خطاب کے براہ راست مصداق ہیں۔ دیکھئے اللہ تعالی نے انہیں اہل عدالت اور نیکوکار اس لئے بنایا تا کہ روز قیامت وہ دوسری امتوں پر گواہی کا فریضہ سرانجام دیں۔ اسی صورت میں اللہ تعالی ان لوگوں کے حق میں کیسے گواہی دے سکتا ہے جو صفت عدل سے متصف نہ ہوں اور جو حضور کے وصال کے بعد دین سے برگشتہ ہو جائیں۔ اور صرف چھ آدمی دین حق پر قائم رہیں۔ جیسا کہ رافضیوں کا زعم باطل ہے اللہ تعالی انہیں رسوا کرے۔ وہ کتنے احمق ہیں؟ کتنے جاہل ہیں اور جھوٹ افترا اور بہتان کے کس قدر ماہر ہیں۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ الخ

"جس دن اللہ رسوانہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو، ان کا نور دوڑتا ہو گا ان کے آگے اور ان کے داہنے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسوائی سے محفوظ رکھنے کی ضمانت دی ہے اور قیامت کے دن وہی لوگ اس رسوائی سے محفوظ رہیں گے جو اس حال میں فوت ہوئے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا انہیں حاصل تھی اس رسوائی سے محفوظ رہنا ان کے کمال ایمان کے ساتھ فوت ہونے اور نیکوکار ہونے کی صریح شہادت ہے۔ اس میں یہ تصریح بھی ہے کہ اللہ تعالی

ان سے ہمیشہ راضی ہے اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے خوش ہیں۔

لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ

"بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ تعالی نے جانا (ظاہر فرمایا) جو ان کے دلوں میں (صدق و اخلاص) تھا۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے ان صحابہ کرام سے راضی ہونے کی تصریح فرمائی ہے جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر جانوں کا سودا کیا تھا۔ اور جس شخص سے اللہ تعالی راضی ہو جائے ممکن نہیں کہ اسے کفر پر موت آئے۔ کیونکہ اصل اعتبار حالت ایمان واسلام پر مرنے کا ہے اس لئے اللہ تعالی کی رضا اسی کے لئے ہو سکتی ہے جس کا علم الہی میں اسلام پر مرنا یقینی ہو۔ اور جس کا کفر پر مرنا علم الہی میں متحقق ہو ممکن نہیں کہ اللہ تعالی اسے اپنی رضا کی سند عطا فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا تمام آیات رافضیوں کے من گھڑت دعوؤں کی صاف تردید کرتی ہیں۔ یہ لوگ ملحد ہیں اور قرآن حکیم کے منکر۔ کیونکہ قرآن حکیم پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی تمام آیات پر ایمان رکھا جائے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ قرآن حکیم میں بڑی صراحت کے ساتھ آیا ہے کہ صحابہ کرام بہترین امت، عادل اور نیکوکار ہیں جنہیں اللہ تعالی روز جزا رسوا نہ فرمائے گا۔ وہ ان سے راضی ہے تو جو شخص اس حقیقت کی تصدیق نہیں کرتا وہ قرآنی آیات کو جھٹلاتا ہے اور جو نص قرآنی کو جھٹلائے اسے کوئی تاویل نہیں بچا سکتی۔ وہ کافر ہے منکر ہے ملحد ہے، اور دین حق سے برگشتہ۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ

. يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ حَسْبُكَ ٱللَّهُ وَمَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ

"اے نبی اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔"

لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُواْ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا وَيَنصُرُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلصَّٰدِقُونَ ۔

"ان (بظاہر) فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے، اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے، اور اللہ ورسول کی مدد کرتے وہی سچے ہیں۔ اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر (مدینہ) اور ایمان (کی دنیا) میں گھر بنالیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی، جو دیئے گئے، اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔"

وَٱلَّذِينَ جَآءُو مِنۢ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا ٱغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَٰنِنَا ٱلَّذِينَ سَبَقُونَا بِٱلْإِيمَٰنِ وَلَا تَجْعَلْ فِى قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ ءَامَنُواْ رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

"اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے، اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ، اے رب ہمارے، بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔"

اللہ تعالی نے ان آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جو تعریف و توصیف فرمائی ہے اس پر غور کرو تمہیں ان اہل بدعت کی گمراہی کا علم ہو جائے گا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کرتے ہیں اور ان پر بے جا الزامات باندھتے ہیں۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدہ میں گرتے اللہ

کا فضل ورضا چاہتے، ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے، یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں، جیسے ایک کھیتی، اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز (موٹی) ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی، کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔تا کہ ان سے کافروں کے دل جلیں اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں۔ بخشش اور بڑے ثواب۔"

اس آیت کریمہ میں موجود صحابہ کرام کے فضائل و مناقب پر بھی نگاہ ڈالیے شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس حقیقت کی وضاحت آئی ہے جو یہ آیہ کریمہ

هُوَ ٱلَّذِیٓ أَرۡسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلۡهُدَىٰ وَدِینِ ٱلۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّینِ كُلِّهِۦۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِیدًا

"وہی ہے جس نے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ (رسالت محمدیہ پر) صلی اللہ علیہ وسلم۔"

میں موجود ہے۔ اور اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم ثناء بیان کی گئی ہے۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان الفاظ میں تعریف کی گئی ہے۔

والذين معه أشداء على الكفار رحماء بينهم

"محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔"

جس طرح کہ ایک اور مقام پر فرمایا:

فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

"عنقریب اللہ تعالی ایسی قوم لائے گا جو اسے پیاری ہو گی اور وہ اس سے محبت کریں گے وہ مومنوں کے لیے نرم دل اور کافروں پر سخت ہوں گے وہ راہ خدا میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت گر کی ملامت سے خوف نہ کھائیں گے، یہ اللہ تعالی کا احسان ہے جسے چاہتا ہے اس سے نوازتا ہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔"

ان آیات میں اللہ تعالی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ شان بیان کی ہے کہ وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں اور مومنوں کے لئے بڑے مہربان اور نرم ہیں۔ پھر تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے مخلصانہ اعمال کی کثرت ہے انہیں اللہ تعالی کے فضل و کرم سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں اس لئے وہ ہمیشہ اللہ تعالی کے فضل و رضا کی تلاش میں رہتے ہیں۔

نیک اعمال کا اثر ان کے چہروں پر ہویدا ہے یہاں تک کہ جوان کے چہروں کی طرف دیکھے گا۔ ان کی نورانیت سے خیرہ ہو کر رہ جائے گا۔

اس لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ جب شام کے عیسائیوں نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دیدار کیا جنہوں نے شام فتح کیا تو پکار اٹھے اللہ کی قسم! یہ لوگ تو عیسی علیہ السلام کے حواریوں سے افضل ہیں۔

اور ان کی یہ بات بالکل سچ ہے کیونکہ امت محمدیہ بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ان کی بڑی الہامی کتب میں آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے اس آیت کریمہ میں فرمایا:

ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ

"ان کے اوصاف توراۃ میں بھی ہیں اور انجیل میں بھی۔"

ان کی مثال اس کھیتی کی ہے جو پٹھا نکالے پھر پٹھے میں قوت آئے پھر وہ جوان ہو کر اپنے تنے پر کھڑا ہو اور کسان اس کھیتی کے جوبن کو دیکھ کر خوش ہوں یہی حالت ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنہوں نے دعوت اسلام کے اوائل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و مدد کی۔

لیغیظ بهم الکفار۔ تا کہ کافروں کے دل اس باغ مصطفی کی سرسبزی اور شادابی سے جلیں، امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے دشمنان صحابہ کے کفر کا حکم اخذ کیا ہے کیونکہ صحابہ کرام کی عظمت شان سے ان کے دل جلتے ہیں اور جو صحابہ کرام سے جلے، وہ کافر ہے یہ بہترین استنباط ہے کیونکہ ظاہر

آیت اس کی شہادت دے رہا ہے امام شافعی نے بھی اس حکم کفر میں امام مالک کی موافقت کی ہے ایک جماعت آئمہ بھی یہی نکتہ نگاہ رکھتی ہے جہاں تک احادیث کا تعلق ہے وہ شان صحابہ میں بڑی کثرت کے ساتھ آئی ہیں اور ہم نے ان احادیث کا ایک بڑا حصہ اس کتاب یعنی الصواعق المحرقہ کے اوائل میں نقل کر دیا ہے۔ صحابہ کرام کے اظہار شرف کے لئے اتنی دلیل ہی کافی ہے کہ اللہ تعالی نے متعدد آیات میں ان کی تعریف بیان فرمائی ہے اور ان سے راضی ہونے کا اعلان کیاہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ تمام صحابہ کرام کو دیا صرف چند افراد کو نہیں۔ آیت میں لفظ "من" بیان جنس کے لئے ہے تبعیض کے لئے نہیں۔ اور اللہ کا وعدہ حق ہے کیونکہ جس میں تخلف نہیں نہ وہ وعدہ خلافی کرتا ہے اس کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

امام ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں:

مذکورہ بالا آیات نیز مقدمہ کتاب میں منقول بکثرت احادیث قطعی طور پر عدالت صحابہ کا تقاضا کرتی ہیں۔ پھر جب اللہ تعالی کے ارشادات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے یہ عدالت ثابت ہو رہی ہے تو مخلوق میں سے کسی کی تعدیل کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ضرورت نہیں ، اگر ان کے بارے میں اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کوئی شہادت نہ بھی موجود ہوتی تو ان کی ظاہری حالت ، ہجرت، جہاد حمایت حق کے لئے جانی مالی قربانی ، باپ اولاد کو قتل کرنا ، دینی خیر خواہی اور ایمان ویقین کی قوت ان کے عادل ہونے اور پاک دامن ہونے اور بعد کے تمام اہل ایمان پر فضیلت رکھنے کا قطعی ثبوت ہے۔ یہی ثقہ جمہور علماء کا مذہب ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں سوائے شاذ اہل بدعت کا، جو خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کر رہے ہیں اس لئے ان کی کسی بات پر کان نہیں دھرا جائے گا نہ ان پر اعتماد کیا جائے گا۔

امام عصر ابوزرعہ رازی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ امام مسلم کے جلیل القدر شیوخ میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ کسی صحابیِ رسول صلی اللہ وسلم کی گستاخی کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ زندیق ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں قرآن حق ہے اور حضور کی لائی ہوئی شریعت حق ہے۔ اور قرآن و شریعت ہم تک پہنچانے کا فریضہ صحابہ کرام ہی نے ادا کیا ہے اس لئے جو شخص ان پر نقد و جرح اور اعتراض کرتا ہے وہ کتاب و سنت کو باطل کرنے پر تلا ہوا ہے لہذا اس پر تنقید کرنا اور زندقہ گمراہی اور کذب و فساد کا حکم لگانا زیادہ مناسب ہے۔"

امام ابن خرم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابہ سارے کے سارے قطعی جنتی ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ

"تم میں برابر نہیں وہ جنھوں نے فتح مکہ سے خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں۔ جنھوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔"

ایک اور ارشاد ہے:

إن الذين سبقت لهم منا الحسنى أولئك عنها مبعدون

"بے شک جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے بھلائی (یعنی جنت) کا وعدہ ہو چکا وہ جہنم سے بہت دور رکھے جائیں گے۔"

پس ثابت ہوا کہ وہ سب اہل جنت ہیں۔ ان میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا کیونکہ وہ سب پہلی آیت جس میں سب کے لئے بھلائی کا ثبوت ہے۔ کے مصداق و مخاطب ہیں اور اس حسنی یعنی بھلائی کا معنی (دخول) جنت ہے۔

اور جمہور اہل سلف و خلف کے اس عقیدے، کہ صحابہ کرام انبیائے کرام اور مقرب فرشتوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں، کے دلائل مذکورہ بالا

آیات میں آچکے ہیں۔ مندرجہ ذیل احادیث بھی اس دعوی پر گواہ ہیں۔

صحیحین کی حدیث ہے:

"میرے اصحاب کو گالیاں نہ دو۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر راہ خدا میں خرچ کرے تو کسی صحابی کے ایک یا نصف مد جو کو نہیں پہنچ سکتا۔"

دارمی اور ابن عدی وغیرہما محدثین روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں، تم جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤ گے۔"

ایک اور صحیح حدیث ہے:

"بہترین زمانہ میرا ہے۔ پھر ان لوگوں کا ہے جو پیچھے آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو دوسرے زمانے کے لوگوں کے بعد آئیں گے۔"

ایک زمانے کے لوگ وصف مقصود میں شریک اور یکساں ہوئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ ہے اور صحابہ کرام میں سے سب سے آخر میں وصال فرمانے والے صحابی ابو الطفیل عامر بن واثلہ لسبی ہیں جو صحیح روایت پر سو ۱۰۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

اس کے بعد امام ابن حجر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالی سے محبت رکھتا ہے وہ قرآن سے پیار کرتا ہے اور جو قرآن سے پیار کرتا ہے وہ مجھے عزیز رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رشتہ داروں سے بھی محبت کرتا ہے۔" (دیلمی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لوگو! میرے دوست احباء سسرال اور اصحاب کے بارے میں میرا لحاظ رکھو اللہ تعالی تم سے ان کے ساتھ کسی زیادتی کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ روز قیامت اس کی تلافی نہ ہوسکے گی۔" (خلعی)

ایک اور حدیث ہے حضور نے فرمایا اللہ سے ڈرو، میرے بعد میرے اصحاب کو لعن طعن کا نشانہ نہ بنالینا (پوری حدیث قبل ازایں نقل کی جاچکی ہے)۔ یہ حدیث اور اس سے پہلے کی حدیث بطور وصیت آئی ہے جس میں صحابہ کرام سے محبت کرنے اور ان کی دشمنی سے بچنے کی شدید تاکید کی گئی ہے۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ ان کی محبت سراپا ایمان ہے اور ان سے دشمنی کفر ہے کیونکہ ان سے دشمنی دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہے جو کہ بالاتفاق کفر ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہے:

لن یؤمن احدکم حتی اکون احب إلیه من نفسه

"تم میں سے کوئی بھی مومن نہ ہوگا یہاں تک کہ میں اس کی جان سے بھی پیارا ہو جاؤں۔"

یہ کمال قرب کی دلیل ہے، اور جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے وہ آپ کی آل واصحاب سے بھی محبت کرتا ہے یہ آپ کی محبت کی علامت اور پہچان ہے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ تعالی کی محبت کی علامت ہے، یونہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عداوت رکھنا اور برا بھلا کہنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت اور دشمنی کی علامت ہے اور حضور سے دشمنی اللہ تعالی سے دشمنی ہے اصول ہے کہ جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اس سے محبت کرنے والے سے بھی محبت کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

"تم ایسے گروہ کو نہیں دیکھو گے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت کرتے ہوں۔"

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ازواج ذریات اور اصحاب سے محبت ضروریات دینیہ میں سے ہے اور ان سے بغض وعداوت انتہائی ہلاکت آفرین ہے۔ ان کی محبت کا مظہر یہ ہے کہ ان کا احترام کیا جائے، ان سے حسن سلوک کیا جائے۔ ان کے

حقوق بجالائے جائیں۔ اور سنت آداب اور اخلاق میں ان کی پیروی کی جائے اور تعظیم و تکریم کے ارادے سے ان کے اوصاف جمیلہ کا تذکرہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالی نے بکثرت آیات میں ان کی تعریف کی ہے اور جس کی تعریف پروردگار کرے اس کی تعریف کرنا لازم ہے۔

صواعق ہی میں ہے:

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان رونما ہونے والے اختلاف اور نزاعات سے زبان روکنا لازم ہے کیونکہ یہ تاریخی روایات ہیں جو جاہل رافضیوں، گمراہ شیعوں اور صحابہ کرام کے گستاخ بدعتیوں سے منقول و مروی ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو زبان درازی سے بچو۔"

اسی طرح ہر سننے والے پر واجب ہے کہ وہ روایات کی چھان پھٹک کرلے اور کسی کتاب میں دیکھ کر یا کسی شخص سے سن کر کسی صحابی پر نہ تھوپ دے۔ بلکہ خوب تحقیق کرے اور اگر کوئی روایت درجۂ صحت کو پہنچ جائے تو اس کی عمدہ تاویل کرے کیونکہ وہ اسی کے سزاوار ہیں۔

جہاں تک ان جنگوں اور جھگڑوں کا تعلق ہے جو ان کے درمیان وقوع پذیر ہوئے ان کے بھی محامل اور تاویلات ہیں۔

اور جہاں تک ان پر سب و شتم اور لعن طعن کا معاملہ ہے اس کی دو صورتیں ہیں:

ا) اگر وہ کسی قطعی دلیل کے خلاف ہو۔ مثلاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر قذف یا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار، یہ کفر ہے۔ اگر دلیل قطعی کے خلاف نہ ہو تو بدعت اور فسق ہے۔

(الاساليب البديعه فى فضل الصحابه اقناع الشيعه صفحہ ٦٤)

☆☆☆☆☆☆

کفار و مشرکین سے موالات کا حکم شرعی

از- شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیِ اعظم ہند شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان نوری رضی المولیٰ عنہ

اللہ عز وجل سچا اس کے کلام بلاغت کا جملہ جملہ، کلمہ کلمہ، حرف حرف سچا۔

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا
وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ ٱللَّهِ حَدِيثًا

اس پاک سبوح قدوس کا حبیب صادق ومصدق سچا، اور ایسا سچا جس کے صدق کا اس کے اعدا نے کلمہ پڑھا، جس کی سچائی، پاکبازی، اور پارسائی کا دشمنوں نے لوہامانا، یہاں تک کہ وہ جو جان لیوا تھے انھوں نے ہمیشہ اس کی سچائی کا گیت گایا، پکی دشمنی اور سچی عداوت کی کھلی ہٹ دھرمی اور بڑی بے ایمانی اور سخت عناد و طبعی فساد کی وجہ سے یہ تو ہوا کہ اس جان صدق وایمان صدق پر طرح طرح کے گندے گھنونے جھوٹے الزام رکھے، طوفان باندھے، افترا کیے، چٹے جوڑے، مگر حبیب لبیب کی سچائیؐ ی اور صدق کی زبان نہ محض زبان بلکہ دل سے تصدیق کرتے رہے، صادق امین نام ہی رکھا۔ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

اس سچے حبیب کے سچے اسلام کے سچے خدام، علمائے کرام سچے، پھر وہ جو کچھ فرماتے ہیں اپنی طرف سے نہیں ہوتا، وہ وہی فرماتے ہیں جو ہمارے سچے رب تبارک وتعالی نے فرمایا، جو ہمارے سچے مولی کے سچے حبیب نے ارشاد فرمایا۔ وہ اللہ ورسول۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ کے فرمانوں، ارشادوں ہی سے کہتے ہیں، جو کہتے ہیں الفاظ ان کے ہوتے ہیں اور معنی مطلب قرآن وحدیث۔

قرآن کریم فرقان عظیم حدیث فخیم میں جو اللہ ورسول نے فرمایا وہی علمائے کرام، ائمہ اعلام نے ہمیں بتایا، سکھایا، پڑھایا، مجمل کو مفصل خفی کو واضح وجلی کر کے سمجھایا۔

شكر الله مساعيهم وكثر أمثالهم ومن يساويهم ورحمهم رحمة واسعة في الدين والدار الآخرة -

جواللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ نے فرمایا، اور جو علمائے کرام نے ہم تک پہنچایا مسلمان کا فرض اولین ہے کہ اسے حق جانے اور دل سے مانے، اس میں دین ودنیا کی بہبودی وصلاح وفلاح سمجھے، دونوں جہان کا نفع اس پر عمل میں یقین کرے، اور دنیا عقبی دونوں کی برائی، دونوں عالم میں رسوائی، اللہ ورسول وعلما کا کہانہ ماننے میں، اس پر عمل نہ کرنے میں اعتقاد کرے۔ اللہ ارحم الراحمین اکرم الاکرمین عزجلالہ اپنے بے انتہا کرم اور نامحدود رحمت سے اپنے بندوں کو بھلائی کا حکم فرماتا اور برائی سے روکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ، رؤف ورحیم ، رب العلمین کی رافت ورحمت، رحم وکرم کے مظہر اتم، ایسے کریم ورحیم کہ عین رحم وکرم (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) اکلوتے کی ماں سے زائد اپنے ہر ہر امتی پر مہربان، وہی چاہتے ہیں جو ان کا چاہنے والا رب جل مجدہ چاہتا ہے، یعنی محاسن سے ہر ہر فرد امت کی آراستگی اور قبائح سے جدائی وعلیحدگی۔

ان کا فرض ہی تزکیۂ نفوس ہے، جا بجا قرآن عظیم میں دیکھو گے ويزكيهم علمائے اعلام ائمہ فخام، رحمت عالم رحم مجسم عین لطف وکرم کے سچے نائب بھی تزکیۂ نفوس کرتے، بدی سے روکتے، بھلائی کا حکم فرماتے ہیں، شر سے بچاتے خیر کی طرف بلاتے ہیں۔ مبارک وہ بندے جو اللہ ورسول کے ارشادات سنیں، ان کے احکام کی جان ودل سے تعمیل کریں، سچے علمائے کرام کے کہے پر چلیں، دونوں عالم کی خوبیوں، دونوں جہان کی بھلائیوں سے اپنے دامن بھریں، دنیاوآخرت کی برائیوں رسوائیوں سے بچیں۔

أُوْلَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ

"ایسوں کے لیے ان کے رب کریم سے عظیم بشارت ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں۔"

قال تعالی:

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ ٱلَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ ٱلْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُۥٓ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَىٰهُمُ ٱللَّهُ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمْ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ

"ایسوں پر رحمت والے، رافت والے رب رؤف ورحیم کی رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یاب ہیں"

أُو۟لَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُهْتَدُونَ

(۳)اور نرے احمق سفیہ ، بے خرد جاہل، بے وقوف غافل محض نادان متبع شیطان ہیں وہ جو اللہ ورسول کے خلاف چلیں، ان کے اشادات گوش دل سے نہ سنیں، ان کے اوامر ونواہی کی پروانہ کریں، ان کے احکام کو پیٹھ دیں، اللہ ورسول سے علاقہ توڑیں، ان کے اور اپنے دشمنوں سے رشتہ جوڑیں، موالات ومواخات کریں، یارانہ گانٹھیں، سخت بغض، اشد عداوت کھلی نفرت کی جگہ ان سے محبت والفت جتائیں، علمائے کرام کی ایک نہ مانیں، دشمنوں پر اعتماد کریں، ان کی معاونت کریں، ان سے ارادۂ اعانت اور ہر گونہ بھلائی کی امیدیں رکھیں، ان کی تعظیم وتکریم کریں، ان کی خوشی کے لیے تحلیلیں، ان کی رضا کے لیے تحریمیں، یعنی جس بات کی وہ جب حلت چاہیں حلال کہہ دیں، اور جب حرمت چاہیں تو حرام۔

أولئك هم الفسقون، أولئك هم الضالون، اولئك هم الخسرون، بل اولئك هم الكافرون

قال تعالی:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُو۟لَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

یہی دین فروش دنیا خر ہیں جنہوں نے اپنی دنیا بھی تباہ کی اور آخرت بھی برباد کی

خَسِرَ ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْخُسْرَانُ ٱلْمُبِينُ

دنیاو آخرت دونوں کا گھاٹا، یہی ہے صریح نقصان] کے مصداق ہوئے، یہی وہ احمق سفیہ ہیں جنھیں اللہ کا دردناک عذاب کفایت کرنے والا ہے اگر توبہ نہ کی۔

یہی ہیں وہ خائب وخاسر جنہوں نے اپنی تجارت میں سخت ٹوٹا کھایا۔

أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُاْ ٱلضَّلَٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَٰرَتُهُمْ وَمَا كَانُواْ مُهْتَدِينَ

یہی ہیں شیطان کے نشانہائے اقدام پر چلنے والے۔

اگرچہ سچا خدا ارشاد فرمایا کرے۔

وَلَا تَتَّبِعُواْ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ ۚ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ

شیطان کے قدم بقدم نہ چلو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، یہ خود بھی اور اوروں کو بھی شیطان کی راہ پر چلانا چاہیں۔

سچا قرآن بار بار کان کھول کر سنائے:

يَتَّخِذِ ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلْكَٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ ٱللَّهِ فِى شَىْءٍ

مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں، ان سے یارانہ نہ گانٹھیں، انہیں اپنا یار و یاور و ناصر و مددگار نہ ٹھہرائیں، مسلمانوں ہی کو اپنا حامی کار اپنا معاون اپنا انصار بنائیں، اور جو ایسا کرے گا (کہ کافروں سے موالات کرے گا) اسے اللہ سے کوئی علاقہ نہ ہوگا۔

مگر قرآن کو پیٹھ دینے والے اسے اک آنکھ نہیں دیکھ سکتے جو مشرکوں کو اپنا خداوندان نعمت ٹھہرا چکے، وہ ان سے مونھ نہیں پھیرتے، رو گردانی نہیں کرتے، اپنے تئیس (۲۳) کروڑ جھوٹے ارباب کے آگے وہ ہمارے سچے رب واحد کا ارشاد نہیں دیکھتے۔

عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ -

سچے مسلمان ہوتے تو احد صمد جل جلالہ کے ایک ارشاد ہی کے آگے گردن جھکاتے، سر تسلیم خم کرتے، ان کے دشمنوں سے ربط وضبط میل جول، محبت، مودت، موالات، مواخات کیسی، ان کی جانب ذرا نہ جھکتے، ادنی میل نہ کرتے، ان سے اس سے زیادہ دور بھاگتے جتنا اپنے جان لیوا کھلے دشمن سے، ان کے ساتھ اس سے زائد بغض و نفرت رکھتے جتنا اپنے عدو پر فن سے۔

اللہ سچا، قرآن سچا، اللہ کا رسول سچا کہ ایسوں کو اللہ و رسول و قرآن سے کوئی علاقہ نہیں۔

فَلَيْسَ مِنَ ٱللَّهِ فِى شَىْءٍ

کافروں، مشرکوں، اللہ و رسول کے دشمنوں کو حقیقتہ اپنا ناصر و ولی ماننے والا، انھیں اپنا یار غار سمجھنے، دوست و ولی جانے والا ایسا ہی ہے۔

سچی الہی کتاب ہزار ہزار فرمائے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

"اے ایمان والو! تمہارے دین کو جنھوں نے ہنسی کھیل ٹھہرالیا ہے اہل کتاب اور کفار انہیں کسی کو اپنا یار ویاور نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو۔"

مگر ایسی کب سنتے ہیں۔

وصم بكم فهم لا يسمعون.

اور خطاب بھی تو مسلمانوں سے ہے مسلمان کے گھر میں پیدا ہونا، اسلامی نام ہونا، اسلامی وضع، اسلامی صورت ہونا سچا مسلمان ہونے کے لیے کب کافی ہے، یہ اللہ سے بے خوف ہیں، سچا مسلمان اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست گردانے والا نام ہی نام کا مسلمان ہے۔

اللہ اکبر خود سر کافروں سے مواخات و موالات واتحاد، ان کی اطاعت و غلامی وانقیاد، ان سے مشورہ تک ناجائز و حرام ہے۔ کہ جو مشیر کار ہوگا وہ راز دار و دخیل کار ہوگا، اور کفار کو راز دار بنالینا، دخیل کار کر لینا شرعا بھی حرام اور عقلا بھی۔ غیر نہ صرف غیر، دشمن کو اپنے راز سے خبر دار کرنا، اسے اپنا بھید دینا، سر براہ کار کرنا، سخت جہالت، اشد حماقت، کھلی سفاہت اور صریح بطالت۔ مگر یہ تو اس کے لیے ہے جو شریعت سے علاقہ، عقل سے واسطہ رکھتا ہو۔ اور جو دونوں سے بے بہرہ ہے وہ خلاف شرع، خلاف عقل ہونے کی کب پروا کرتا ہے۔

الہی فرمان لاکھ لاکھ فرمائے:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُواْ وَلَمَّا يَعْلَمِ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ جَٰهَدُواْ مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُواْ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلَا

رَسُولِهِۦ وَلَا ٱلْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ۚ وَٱللَّهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ

"کیا یہ گمان کرتے ہو کہ یونہی سستے چھوٹ جاؤ گے اور ابھی تم میں سے اللہ نے بہ علم ظہور ایسوں کو کہاں جانا جو جہاد کریں اور اللہ ورسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا راز دار ودخیل کار نہ بنائیں اور اللہ تمہارے اعمال سے خبر دار ہے۔"

وہ کھول کر ارشاد فرمائے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُم

"اے مسلمانو! اپنے غیروں سے کسی کو اپنا راز دار ودخیل کار نہ بناؤ۔"

"لُونَكُمْ خَبَالا"

وہ تمہاری نقصان رسانی تمہاری آزار دہی میں ذرا بھی گئی نہ کریں گے۔

"وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ"

وہ امر جو تمہیں مشقت میں ڈالے ان کی دلی تمنا، قلبی آرزو، اندر کے دل کی خواہش ہے۔ تم پر مصائب کی گھٹائیں چھانا، آلام کا مینھ اور موسلا دھار مینھ برسنا، رنج وغم کی بجلیاں گرنا، تکلیفوں، اذیتوں کے پہاڑ گرنا، سخت بلاؤں میں تمہارا گھرنا، شدید سے شدید آفتوں میں گرفتار ہونا، بکت میں گرنا، دریائے فلاکت میں تمہارا سراپا ڈوبنا، غرض ومال و جان وآبرو وایمان پر ہر ہر طرح بن جانا، ایک آن کو تمہیں آرام نہ ہونا، ذرا سی راحت نہ پانا، وہ دل سے چاہتے ہیں۔

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ

"بے شک وبے شبہ دشمنی وعداوت ان کے مونھوں سے ابل پڑی"

وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ

"اور جو ان کے سینوں میں دبی ہے اور بڑی ہے۔"

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ

"ہم نے تمہارے لیے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تم سمجھو۔"

مگر توبہ، یہ کہاں۔ دیکھتے، سنتے، سمجھتے ہیں۔ آنکھیں ہوں تو دیکھیں، کان ہوں تو سنیں، عقل

رکھتے ہوں تو سمجھیں۔ اور جب یہ مشرکوں کی شراب محبت کا جام پی چکے، اس کے خمار سے سرشار ہو چکے، تو سب کچھ و داد مشرکین پر قربان کر چکے، اپنے چہیتوں کی بھینٹ چڑھا چکے، اب کون دیکھے، کون سنے، کون سمجھے۔ الا لعنة الله علی الظلمین۔

اللہ سچا، اللہ کا رسول سچا، قرآن سچا، بے شک لاریب کافروں کی مسلمانوں سے عداوت ظاہر، بے شک وہ مسلمانوں کو ہر طرح نقصان پہنچانے میں بھی کمی نہیں کرتے، ان کی ایذارسانی میں ذرا دریغ نہیں کرتے، جب جب موقع پاتے ہیں سخت سے سخت نقصان پہنچاتے ہیں، اشد سے اشد ایذائیں تکلیفیں دیتے دلاتے ہیں، جتنا ہو سکتا ہے اتنا پریشان کرتے کراتے ہیں۔ مسلمانوں کے اموال سود در سود بالائے سود، اور طرح طرح کی مکاریاں کر کے کس نے لوٹے؟ مسلمانوں کو ننگا، بھوکا، دانہ دانہ کو محتاج کس نے بنایا؟ اور اب تک کون برابر لوٹ کھسوٹ کر رہا ہے؟ اور محتاج کر دینے پر بھی ابھی کسے صبر نہیں آیا ہے؟ یہی ان کے یار غار، ممد و معاون، ناصر و مدد گار۔ مسلمانوں کی رہی سہی جاہ و منزلت، عزت و وقعت پر ہر طرح کون پے در پے حملے کرتا رہتا ہے؟ یہی ان کے دلی دوست، جگری یار، مسلمانوں کو ظلم و ستم کی چھریوں سے کون ذبح کرتا رہتا ہے؟ یہی ان کے گہرے غم خوار۔ آرہ، کٹار پور اور کہاں کہاں مسلمانوں کے سروں پر آرے کس نے چلائے، ان کے دل و جگر پر کٹاریاں کس نے ماریں، ظلم و ستم کے تیر کس نے برسائے، انہیں ان کے حامی کاروں نے۔ ان پر اندوہ غم، رنج والم کے پہاڑ کس نے توڑے؟ انہیں ان کے سرداروں نے۔ زندہ مسلمانوں کو مٹی کا تیل چھڑک چھڑک کر کس نے جلایا، مسجدیں کس نے ڈھائیں، قرآن عظیم کس نے پھاڑے، کتاب الہی کے مقدس اوراق کس نے پامال کیے، اللہ ورسول کو چھاپ چھاپ کر گالیاں کس نے دیں؟ انہیں ان کے برادروں نے یاروں نے۔

الہی ارشاد ہزار راہ دکھائے مگر یہ کب راہ پر آتے ہیں، انہوں نے تو طاغوت مشرکین (وجملہ کفار) کو اپنا رہبر ورہ نما، ہادی و پیشوا، سردار و سربراہ کار بنالیا

ہے ، وہ جو کہتا ہے وہی مانتے ہیں ، اس کے کہے کو قرآن وحدیث سے زیادہ واجب العمل جانتے ہیں۔

(فتاوی مفتی اعظم جلد ہفتم صفحہ ۱۵۰)

☆☆☆☆☆☆

حضرت حاتم اصم کے وصایائے مقدسہ (قسط دوم)

از: خلیفۂ مظہر اعلی حضرت و مفتی اعظم اطیب العلماء حضرت علامہ مفتی محمد طیب قادری نوری علیہ الرحمۃ والرضوان

پانچواں فائدہ:

مَا عِندَكُمْ يَنفَدُ ۖ وَمَا عِندَ ٱللَّهِ بَاقٍ ۗ

فرمان ربانی ہے جو تمہارے پاس ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے۔

حق کے درویشوں کو گر دیگا تو مال

دیگا حق بدلے میں نعمت بے زوال

ضروری تشریح

آج دین کی خدمت میں جو کمی ہو رہی ہے اس کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ:

کریماں را بدست اندر درم نیست

خداوندان نعمت را کرم نیست

یعنی جن کے دلوں میں دین پاک پر مال نثار کرنے کا جذبہ ہے ان کے پاس تو مال نہیں اور جو مالدار ہیں ان میں یہ جذبہ نہیں اگر وہ لوگ اس آیت الہیہ سے ہدایت حاصل کریں اور سمجھیں کہ جو کچھ مال ہمارے پاس رہ جائیگا وہ سب فانی ہے اور جس قدر دین پاک مصطفی علیہ وعلی آلہ التحیۃ الثناء کی خدمت و حفاظت اور دشمنان دین کی نکایت میں صرف کیا جائیگا یا اللہ تبارک وتعالی کے درویشوں اور اس کے دین پاک کی خدمت کرنے والوں کو دیا جائیگا وہ ہمیشہ باقی رہیگا۔ اور جنت الفردوس میں خدا اور سول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم سے ابدی نعمتیں دوامی دولتیں سرمدی راحتیں دلوائیگا، تو ابھی بعونہ تعالیٰ و عون حبیبہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم دین اسلام و مذہب اہلسنت کی بہت کچھ خدمت و اعانت ہو سکتی ہے اور وہابیت و دیوبندیت وغیر مقلدیت و قادیانیت و چکڑالویت و نیچریت و بابیت و بہائیت کا بہت کچھ سد باب ہو سکتا ہے۔ کاش ہمارے وہ سنی بھائی جن کو خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم

نے دولت دنیا سے مالامال فرمایا ہے۔ اس طرف توجہ کریں واللہ تعالی ہوالموفق ۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو نیکی دکھاوے کے لئے کی جائے وہ تمہارے پاس رہیگی اور تمہاری طرح وہ بھی فنا ہو جائے گی مگر جو نیکی اللہ کے لئے کروگے وہ رب کے پاس رہیگی اور باقی ہوگی۔

چھٹا فائدہ:

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعْبُدُواْ ٱلشَّيْطَٰنَۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ وَأَنِ ٱعْبُدُونِيۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ

فرمان الہی ہے۔ اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا کہ شیطان کو نہ پوجنا بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری بندگی کرنا یہ سیدھی راہ ہے۔

سن نہ تو شیطان کا ہرگز کہا
راہ سیدھی طاعت حق ہے سدا

ضروری تشریح

شیطان صرف ابلیس ہی کا نام نہیں بلکہ جنوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں اور انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں جنوں میں کے شیطان تو ابلیس اور اس کی ذریت والے ہیں اور انسانوں میں کے شیطان وہ بدمذہب گمراہ بددین وبیدین لوگ ہیں جو اپنی صحبتوں اپنی چکنی چپڑی باتوں اپنی خوشامدوں اور اپنے فریبوں سے لوگوں میں اپنی بدمذہبی کی اشاعت کریں قرآن عظیم نے شیاطین الانس کو شیاطین الجن پر مقدم فرمایا اس لئے ان انسان نما شیطانوں کا ناپاک اثر بوجہ ہم جنسی انسانوں پر بہت جلد ہو جاتا ہے۔ جنوں میں کے شیطان تو لاحول شریف وذکر الہی سے بھاگ جایا کرتے ہیں مگر یہ انسانوں میں کے شیطان مبتدعین ومرتدین ذکر الہی اور لاحول شریف سے نہیں بھاگتے بلکہ ان میں کے کتنے وہ ہیں جو خود بھی مسلمانوں کے سامنے اپنے آپ کو ذکر الہی اور لاحول شریف وغیرہ وظائف کا پابند ظاہر کرتے ہیں۔ مسلمان بھائی اگر اس آیت ربانیہ کی ہدایت پر عمل پیرا ہو کر قدیم اور اصلی سچے مذہب اسلام وسنیت کے سوا ہر ایک نئے نکلے ہوئے مذہب کو شیطانیت تصور کریں اور ان کے داعین و مبلغین جملہ وہابیوں دیوبندیوں ، غیر مقلدوں نیچریوں، چکڑالویوں، قادیانیوں، وبابیوں، بہائیوں، رافضیوں،

خارجیوں وغیرہم کو شیطان سمجھیں ان کا کہنا نہ مانیں ان کی بات نہ سنیں ان کے پاس نہ بیٹھیں ان کی صحبتوں کو آگ جانیں تو مسلمان کہلانے والوں میں بد مذہبی و بیدینی کا پھیلتا ہوا سیلاب فوراً رک سکتا ہے اللہ تعالی توفیق بخشے۔ آمین!

ساتواں فائدہ:

وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا

فرمان الٰہی ہے اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمۂ کرم پر نہ ہو۔

جب ہے ضامن رزق کا ترے خدا
پھر حرام وشبہہ سے دل مت لگا

ضروری تشریح

اس فرمان ربانی کو اگر ہمارے مسلمان بھائی یاد رکھیں تو قمار بازی، سود خوری، سٹے وغیرہ تمام ناجائز طریقوں کا قطعا سد باب ہو جائے مسلمان جب اس بات کا تصور رکھے گا کہ میرا رزق تو میرے رب کریم جل جلالہ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے تو مال حاصل کرنے کے حرام و ناجائز طریقے سے روزی حاصل کرنے کی کوشش نہ کریگا۔ وہ حضرات علماء بھی جو مال دنیا کی طمع میں بد مذہبوں اور بیدینوں کا کھلم کھلا رد نہیں کرتے کلمۂ حق صاف صاف کہنے سے گریز کرتے ہیں اس آیت کریمہ سے سبق لیں اور سمجھیں کہ کوئی مالدار یا سیٹھ ہمارا روزی رساں نہیں ہماری روزی تو اس جواد کریم جل جلالہ نے اپنے ہی ذمہ کرم پر رکھی ہے پھر اس کے دشمنوں کا کھلم کھلا رد کرکے اور کلمۂ حق صاف صاف سنا کر اسی کو کیوں نہ راضی کریں کسی مالدار یا سیٹھ کی خوشامد میں کلمۂ حق چھپا کر یا لگی لپٹی کہکر حضرت رزاق جل جلالہ کی ناراضی کیوں اپنے سر لیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ وہ بندہ بہت نادان ہے جو رزق کی فکر میں اپنی مغفرت کی فکر نہ کرے کیوں کہ رزق کا رب نے وعدہ فرمایا ہے مغفرت کا وعدہ نہیں فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا:

لمن یشآء و یعذب من یشآء

"تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دیگا۔"

تو فکر اپنی نجات کی چاہیئے نہ کہ رزق کی۔

(حضرت حاتم اصم کے وصایائے مقدسہ، صفحہ ۱۲)

☆☆☆☆☆☆

شیر بیشۂ سنت کی مناظرانہ شان

از:- شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

صوفی اقبال احمد نے بڑی عجلت میں شیر بیشۂ سنت نمبر کے لئے مجھ سے کچھ لکھنے کو کہا۔ مجھ جیسا قلیل الفرصت انسان اتنی اہم شخصیت پر بعجلت کوئی ایسا مضمون لکھ سکے جس میں کوئی اہمیت ہو بہت مشکل ہے تاہم اس سلسلے میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے چند سطور ہدیۂ ناظرین کر رہا ہوں۔

حضرت شیر بیشۂ سنت قدس سرہ کو اللہ عزوجل نے ایسی جامعیت تامہ عطا فرمائی تھی جو کہیں دیکھی تو کیا جائے گی سنی بھی کم جائے گی۔ لیکن آپ کو جس وصف میں عالمگیر شہرت حاصل ہے وہ وصف مناظرہ ہے۔ میں آپ کے چند جستہ جستہ واقعات سپرد قلم کر رہا ہوں۔ ادری (ضلع اعظم گڑھ) میں دیوبندی نے بڑے طمطراق سے مناظرہ کی تیاری کی۔ اس مناظرہ کی اہمیت اس بنا پر بہت ہے کہ ادری سے قریب ہی ضلع کا سب سے بڑا اور ہندوستان کا مشہور قصبہ مئو ناتھ بھنجن ہے۔ یہ دیوبند و نجد دونوں کے خمیر سے بنا ہے گوہ خور، زاغ خور دونوں صنف کے وہابیوں کا ایک مرکز ہے۔ بڑے بڑے قارون صفت بیوپاری بستے ہیں۔ سنیوں کی طرف سے شیر بیشۂ سنت تنہا مقابلہ پر تھے۔ حریف کی طرف ضلع کے تمام چھوٹے بڑے ڈیڑھ سو مولوی اکٹھے تھے، جن میں مولوی حبیب الرحمن و مولوی عبد اللطیف وغیرہ بڑے بڑے نامی گرامی گرگ باراں دیدہ موجود تھے۔ دیوبندیوں نے اپنے مایہ ناز مناظر مولوی منظور سنبھلی کو اپنا نفس ناطقہ بنایا۔ موضوع مناظر ما کان ومایکون کا علم تھا۔ اسی مناظرہ میں وارد کئے ہوئے حضرت شیر بیشۂ سنت کے ڈیڑھ سو قاہر اعتراضات وہ ہیں جو صرف اس میدان میں نہیں بلکہ آج تک لا جواب ہیں۔ دیوبندی مناظر نے بڑی تعلی سے کہا مولانا! مجھ سے مناظرہ کرنا آسان نہیں ہے۔ آپ کو معلوم نہیں منظور و مناظر کے عدد برابر ہیں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے فوراجوابی تقریر میں فرمایا مجھے خوب

معلوم ہے منظور و مناظر کے عدد تو برابر نہیں البتہ منظور و مناظرہ کے عدد ضرور برابر ہیں۔ دیوبندی کا مقصد یہ تھا کہ منظور میں بھی پانچ حروف ہیں، مناظر میں بھی پانچ، مولانا کے جواب کا مقصد یہ تھا کہ ابجد کے قائدے سے منظور کے گیارہ سو چھیانوے اور مناظر کے پانچ کم ہیں البتہ مناظرہ کے بھی اتنے ہی عدد ہیں تو ابجد کے قاعدہ سے منظور مناظرہ کے عدد برابر ہوئے۔ مناظرہ ظا کے کسرہ کے ساتھ باب مفاعلت سے اسم فاعل کا مونث کا صیغہ ہے، اس لطیف طنز کو سن کر دیوبندی مناظر جھینپ گیا۔ اسی مناظرہ میں دیوبندی مناظر نے تابیر نخلہ والی حدیث پیش کرکے یہ ثابت کرنا چاہا کہ صحابۂ کرام کو دنیوی علم حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے زائد تھا۔ اس نے اس کی تقریر میں یہ کہا کہ حدیث میں ''التم اعلم بامور دنیاکم'' ہے۔ اعلم اسم تفضیل ہے، اسم تفضیل مفضل اور مفضل علیہ چاہتا ہے۔ مفضل علیہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور فضل صحابہ کرام ہیں اس سے ثابت ہوگیا کہ صحابہ کو حضور سے یہ علم زائد تھا۔ اس نے طنز کرتے ہوئے کہا کہ مولانا آپ کو ہدایۃ النحو بھی یاد نہیں، اس میں یہ لکھا ہے۔ شیر بیشۂ سنت نے جوابی تقریر میں اسی وقت حریف سے مخاطب ہوکر فرمایا مجھے ہدایۃ النحو یاد نہ ہونے کے طنز دینے والے تمہیں پنج گنج اور نحو میر بھی یاد نہیں، پنج گنج میں ہے، افعل کا وزن تین معنوں کے لئے آتا ہے: ایک اسم صریح جیسے اکحل، دوسرے صفت جیسے احمد، تیسرے اسم تفضیل جیسے افضل، نحو میر میں مذکور ہے اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے ہیں۔ ایک من کے ساتھ ایک الف لام کے ساتھ ایک اضافت کے ساتھ۔ یہاں ان تینوں میں سے ایک بھی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا، اعلم اسم تفضیل نہیں، بلکہ صفت محض کے لئے ہے۔ صحابہ کرام کے لئے حضور سے زائد علم ثابت نہیں ہوا۔

حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ علیہ کے مناظروں میں گیا کا مناظرہ بڑی خصوصیت رکھتا ہے۔ یہ مناظرہ تحریری تھا، اور تحذیر الناس کی عبارت پر تھا۔ عموما مناظرے حفظ الایمان کی عبارت پر ہوئے ہیں۔ اس نئے موضوع پر مناظرہ کرنا آسان نہ تھا۔

اس لئے دیوبندی مناظر مولوی منظور سنبھلی نے اصل موضوع پر گفتگو کرنے سے جان بچانے کے لئے ادھر ادھر کی لایعنی باتوں میں وقت ضائع کرنا چاہا اور یہ بحث چھیڑ دی کہ مدعی کون ہے ،اور مدعی علیہ کون ہے۔ اپنے آپ کو مدعی ثابت کرنے کے لئے یہ کہا کہ مدعی کسی چیز کو ثابت کرنے والے کو کہتے ہیں، اور مدعی علیہ انکار کرنے والے کو، اس بنا پر مدعی علیہ کو منکر بھی کہا جاتا ہے۔ ہم لوگ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور آپ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں، لہذا ہم مدعی اور آپ لوگ مدعی علیہ ہوئے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے اس پر یہ معارضہ پیش فرمایا کہ اگر مدعی اور مدعی علیہ کی یہی تعریف ہے تو پھر فریقین میں سے ہر ایک مدعی اور مدعی علیہ ہو جائے گا۔ اس پر دیوبندی مناظر نے کہا کہ کتابوں میں مدعی اور مدعی علیہ کی یہی تعریف لکھی ہے، آپ کو ہمیں کافر کہنے کے علاوہ کچھ آتا نہیں تو ہم کیا کریں۔ آپ اپنے علم کو روئیں، اگر ایک شخص چند مختلف اعتبارات سے مختلف صفت سے موصوف ہو تو اس میں کیا حرج ہے؟ مشہور مقولہ ہے:

لو لا الاعتبارات لبطلت الحكمة.

شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: مولوی صاحب ! "لولا الاعتبارات لبطلت الحكمة" یہ خدائے عزوجل و رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان نہیں نہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے۔ اس وقت موضوع بحث فلسفہ کے خرافات نہیں کہ آپ ان جاہلوں کے ہذیانات کو استدلال میں پیش کریں۔ پھر فلاسفہ کے نزدیک بھی مختلف اعتبارات سے وہی چیزیں مختلف ہوتی ہیں، جو اعتباری ہوں ، شئ واقعی اعتبارات کے بدلنے سے نہیں بدلتی۔

مدعی و مدعی علیہ ہونا اعتباری بات نہیں کہ اعتبارات کے اختلافات سے مختلف ہو جائے یہ واقعی ہے ۔ مدعی کے احکام الگ ہیں مدعی علیہ کے احکام الگ، ایک ہی شخص کو آپ کی بتائی ہوئی تعریف پر مدعی اور مدعی علیہ دونوں مان لیا جائے تو حدیث مشہور "البينة على المدعى واليمين على من

انکر" کے مطابق قضاۃ اسلام کو فیصلہ کرنا دشوار ہو گا۔ مثلاً آپ میرے اس عصا کو اپنے ہاتھ میں لے کر قاضی اسلام کے سامنے جائیں اور کہیں کہ یہ عصا میرا ہے۔ میں آپ کا خصم ہو جاؤں اور کہوں کہ یہ عصا جو مولوی منظور کے ہاتھ میں کھڑا ہے میرا ہے۔ آپ بتایئے آپ کی بتائی ہوئی تعریف کی بنا پر آپ بھی مدعی اور میں بھی مدعی اور اس حیثیت سے کہ آپ میرا عصا ہونے سے انکار کرتے ہیں آپ منکر اور میں مدعی علیہ اور میں آپ کا عصا ہونے سے انکار کرتا ہوں۔ میں بھی منکر اور مدعی علیہ۔ اب قاضی اسلام کس سے بینہ طلب کرے گا اور کس سے قسم لے گا؟۔ اگر آپ کہیں کہ دونوں سے بینہ لے گا اور دونوں سے قسم لے گا تو چوں کہ واقعی میں عصا میرا ہے لہذا میں قسم کھالوں گا۔ یہ عصا جو مولوی منظور کے ہاتھوں میں کھڑا ہے میرا ہے جسے انہوں نے زبردستی اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اور آپ کے اعتقاد کے مطابق چوں کہ خدا بھی جھوٹا ہے، لہذا آپ کو جھوٹی قسم کھانے میں کہاں باک ہو گا۔ اب بولئے قاضی اسلام کس کے حق میں فیصلہ کرے گا، آپ کہتے ہیں کہ کتابوں میں مدعی اور مدعی علیہ کی یہی تعریف لکھی ہے۔

اس تقریر پر دیوبندی مناظر کی بولتی بند ہو گئی، اور اپنی خفت مٹانے کے لئے سٹی مجسٹریٹ سے جو مناظرہ کے انتظام کے لئے موجود تھا فریاد کی۔ حضور سی، ایم صاحب میری فریاد کو پہنچیں ۔ مولوی حشمت صاحب نے مجھے گالی دی ہے اپنے آپ کو میرا خصم کہا ہے، خصم کے معنی شوہر کے ہیں۔ آپ شوہر بنے ہیں، اور مجھے اپنی بیوی بنایا ہے۔ اسی بنا پر ڈنڈا ہاتھ میں ہے، اور ڈنڈا کھڑا کرنے کا بار بار ذکر کرتے ہیں ان کو تنبیہ کی جائے کہ وہ ایسے الفاظ استعمال نہ کریں، دیکھئے یہ لغات کشوری ہے اس میں دیکھئے خصم کے معنی شوہر کے لکھا ہے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت کو دیوبندی مناظر کے اس فرار پر حیرت ہوئی۔ آپ نے سٹی مجسٹریٹ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ نہ معلوم میرے مخاطب کو کیوں یہ دھوکہ ہو گیا کہ میں ان کا شوہر اور وہ میری بیوی ہیں حالانکہ وہ عورت نہیں، اور اگر بالفرض عورت ہوتے

تو بھی تو انہیں معلوم ہے کہ میں سنی ہوں اور وہ دیوبندی، دیوبندی عورت کا نکاح کسی سنی سے درست نہیں۔ میں ان سے نکاح کب کر سکتا ہوں۔ اس پر سارے مجمع نے قہقہہ لگایا۔ خود سٹی مجسٹریٹ بھی کافی محظوظ ہوا۔ لیکن دیوبندی مناظر کا آنسو پوچھتے ہوئے پوچھا کہ پھر آپ نے اپنے آپ کو ان کا خصم کیوں کہا؟ خصم کے معنی شوہر کے ہیں۔ اس میں ان کی دل آزاری ہے، اس پر شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: انہیں اپنے اوپر اس قسم کے الفاظ چسپاں کرنے میں کوئی لذت محسوس ہوتی ہوگی ورنہ خصم عربی لفظ ہے اس کے معنی مدعی کے ہیں۔ عربی میں خصم بمعنی مدعی کے مستعمل ہے یہ دیکھئے یہ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ ہے اس کا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے، اور بڑے بڑے محققین اس کو زیر مطالعہ رکھتے ہیں۔

اس میں خصم کے معنی مذکور ہے۔ سٹی مجسٹریٹ اور سارا مجمع انگشت بدنداں تھا کہ دیوبندی مناظر نے خصم کا معنی شوہر مراد لے کر زبردستی چسپاں کرنے میں شرم بھی محسوس نہیں کی۔ اس پر سٹی مجسٹریٹ نے دیوبندی مناظر سے کہا کہ یہ (شیر بیشۂ سنت) خصم کے معنی مدعی کے بتاتے ہیں اور ثبوت میں یہ کتاب پیش کرتے ہیں۔ اب آپ کو کیا اعتراض ہے۔ دیوبندی مناظر نے انتہائی دھاندلی کے ساتھ کہا کہ جب تک یہ لفظ واپس نہیں لیں گے۔ میں مناظرہ پر راضی نہیں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: یہ معقول پسندی نہیں آپ میرے استدلال کو دلائل سے رد کر دیجئے، میں اپنا لفظ واپس لے لوں گا۔ دیوبندی مناظر ہٹ کرتے ہوئے بولا میں یہ سب کچھ نہیں جانتا جب تک اپنا لفظ واپس نہ لیں گے میں ہر گز ہر گز راضی نہ ہوں گا۔

اب سٹی مجسٹریٹ نے شیر بیشۂ سنت سے کہا کہ میں مجبور ہوں یا تو آپ اپنا لفظ واپس لیں یا مناظرہ بند کریں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: جب میرے مخاطب اس قدر ضد کر رہے ہیں اور مجھے بہر حال مناظرہ کرنا ہے، لہذا میں اپنا یہ لفظ واپس لیتا ہوں۔

اب میرے مخاطب میرے اعتراضات کے جواب دیں۔ دیوبندی مناظر نے تو یہ سمجھا تھا کہ شیر

بیشۂ سنت اپنے لفظ کو واپس نہ لیں گے اور میری جان بچ جائے گی۔ لیکن جب کہ حضرت شیر بیشۂ سنت نے اپنا لفظ واپس لے لیا اور اپنے اعتراضات کے جوابات مانگے تو دیوبندی مناظر پر پسینہ چھوٹنے لگے۔ بدحواسی کے عالم میں یہ بولا کہ میں نے مدعی کی تعریف کردی اور میں نے اپنے مدعی ہونے کو ثابت کر دیا اس کے آگے میں کچھ نہیں جانتا۔ اگر آپ کو مدعی اور مدعی علیہ کی تعریف یاد ہو تو بتایئے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے پر جلال آواز میں فرمایا: یہ تمہاری عجیب عادت ہے کہ تعلیوں میں تو آسمان سے اوپر پرواز کی سوجھتی ہے، اور اعتراضات کے جوابات کے وقت تحت الثریٰ میں پہونچتے ہو۔ محض تعریف کرنے سے کیا ہوتا ہے اس تعریف کو صحیح بھی ثابت کرو۔ اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات بھی دو۔ اب سارے مجمع پر واضح ہو گیا کہ تمھیں مدعی و مدعی علیہ کی تعریف معلوم نہیں لہٰذا میں اس بحث کو ختم کرنے کے لیے مدعی و مدعی علیہ کی تعریف کرکے ثابت کرتا ہوں کہ میں مدعی ہوں اور تم مدعی علیہ۔ سنو! ظاہر کے مطابق ثابت کرنے والے کو مدعی علیہ و منکر کہتے ہیں اور ظاہر کے خلاف ثابت کرنے والے کو مدعی کہتے ہیں۔

یہ عصا اس وقت میرے ہاتھ میں ہے، اور تم یہ کہو کہ یہ میرا ہے۔ تمہارا کہنا ظاہر کے خلاف ہے لہذا تم مدعی ہوئے میں کہوں کہ تمہارا نہیں ہے میرا ہے، یہ ظاہر کے مطابق ہے، لہذا میں مدعی علیہ ہوا۔ اس طرح جو مدعی اسلام ہو اس کے بارے میں ظاہر یہی ہے کہ وہ مسلمان ہے اب اگر کوئی یہاں کہے کہ یہ مسلمان نہیں تو اس کا یہ کہنا ظاہر کے خلاف ہے، یہ مدعی ہوا وہ مدعی علیہ تمہاری جماعت بھی مدعی اسلام ہے ہمارے علمائے اہل سنت کا تمہارے بارے میں فتوی ہے کہ تم لوگ مسلمان نہیں کافر ہو، ظاہر تمہارے مطابق ہے، لہذا تم لوگ مدعی علیہ اور منکر ہوئے اور ہم ظاہر کے خلاف فتوی دیتے ہیں، لہذا ہم مدعی ہوئے اس فاضلانہ تقریر سے تمام مجمع خوشی و مسرت میں واہ واہ کے نعرے لگا رہا تھا۔

دیوبندی مناظر اور اس کے پشت سوار مولوی ایسے خائب و خاسر کہ سر نہیں اٹھا سکتے تھے لیکن اپنا

بھرم رکھنے کے لئے دیوبندی مناظر بولا: اچھا مولانا آپ کو مدعی بننے کا شوق ہے، جایئے آپ ہی مدعی رہیے ہم مدعی علیہ بنتے ہیں۔ مدعی علیہ پر قسم ہے آپ ہی ہم سے قسم لے لیں کہ ہم مسلمان ہیں میں بے حلف شرعی کہتا ہوں کہ رب کعبہ کی قسم میں مسلمان ہوں۔ چلیے بحث کا تصفیہ کر لیجئے۔

ہماری قسم پر اعتبار کر لیجئے۔ ہمیں مسلمان مان لیجئے، اختلاف ختم کیجئے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: سبحان اللہ سبحان اللہ! آپ کی اس ہوشیاری کی داد نہیں دی جا سکتی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مدعی علیہ پر یمین اس وقت ہے جب کہ مدعی بینہ پیش نہ کر سکے۔ میرے پاس تمہارے کفر پر براہینِ قاطعہ ہیں۔ ایسی صورت میں تمہاری قسم کو کوئی محل نہیں پھر جب کہ تمہارے نزدیک تمہارا خدا جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ تمہارے بڑوں کے فتوے کے مطابق وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے تو تمہیں جھوٹی قسم کھانے میں کیا دریغ اور تمہاری قسم کا کیا اعتبار؟

اس کے بعد دیوبندی مناظر نے مسلسل کئی گھنٹے اس میں ضائع کیے کہ موضوعِ مناظرہ کون سی عبارت ہوگی، حالانکہ جب دیوبندی مناظر نے حضرت شیر بیشۂ سنت کو مدعی مان لیا تھا تو یہ اختیار حضرت شیر بیشۂ سنت کو تھا کہ دیوبندیوں کے کفر پر جو دلیل چاہے پیش فرماتے لیکن دیوبندی مناظر کو مناظرہ کرنا تو تھا نہیں۔ اس لیے وقت ٹالنے کے لیے یہ ضد کرنے لگا کہ مناظرہ تحذیر الناس کی عبارت ہی پر ہوگا۔ حضرت شیر بیشۂ سنت کو مناظرہ کرنا تھا، اس لیے یہ دیوبندی مناظر کی ضد کو بھی منظور فرمایا اور تحذیر الناس کی عبارت پر مناظرہ شروع فرما دیا۔ یہ مناظرہ اتنا کامیاب رہا کہ دیوبندی مناظر کی جوابی تقریر پر جب شیر بیشۂ سنت نے اعتراضات قاہرہ وارد کر کے پیش فرمایا تو دیوبندی مناظر کی عاجزی و بے کسی اس کے چہرہ سے مجمع کے ہر ہر فرد پر عیاں تھی۔ یہ مناظرہ تحریری تھا۔ افسوس کہ جب حضرت شیر بیشۂ سنت مظفر و منصور ہو کر گھر واپس ہو رہے تھے تو راستہ میں وہ ٹرنک جس میں طرفین کی دستاویز اور وہابیوں کی کتابیں تھیں غائب ہو گئیں۔

عدیم الفرصتی کی بنا پر میں نے صرف دو مناظرے کے ایک ایک واقعہ کو ذکر کیا ہے۔ ورنہ اس قسم کے سینکڑوں واقعات موجود ہیں۔ ناظرین انہیں واقعات سے اندازہ لگالیں کہ حاضر جوابی کے ساتھ ساتھ حضرت شیر بیشۂ سنت کو مختلف علوم وفنون اوران کے جزئیات پر کتنا عبور تھا۔

(نوری کرن، بریلی شریف، اکتوبر ۱۹۶۰ ص ۱۸تا۲۱)

☆☆☆☆☆☆

اے مسلمانوں اٹھو دیں کی حمایت کے لئے

از- علامہ مولانا متین رضا حبیبی حشمتی دامت برکاتہم العالیہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔
یاغوث اعظم جیلانی شیا اللہ۔

حضرت قطب الاقطاب خلیفۂ و مظہر اعلی حضرت مناظر اعظم علی الاطلاق محسود المعاصرین ناصر الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد حشمت علی خان قادری رضوی رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں:

۱) اے مسلمانوں اٹھو دیں کی حمایت کے لئے
کوششیں دل سے کرو مذہب وملت کے لئے
۲) کوششیں کفار ہے دیں کی اہانت کے لئے
غوث اعظم کو پکارو تم اعانت کے لئے۔

زیر نظر مضمون انہی مبارک اشعار کی تشریح ہے۔ نسأل المولی سبحنہ وتعالی عافیتہ وعفوہ۔

حضرت شیر بیشۂ سنت رضی المولیٰ عنہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"اے مسلمانو بہت سو چکے جاگو، خواب غفلت سے بیدار ہو، سونے کا وقت گزر چکا اٹھو، ہوشیار ہو ہم نے مانا کہ تمہارے پاس تیر و تبر نہیں تیغ و شمشیر نہیں۔۔۔ مگر تمہارے پاس اسلام کی حقانیت ہے۔ تمہارے سینوں میں حق کی امانت ہے۔ جس کے سامنے تمام اہل باطل کی گردنیں خم ہیں تم ذرا جاگ تو جاؤ ہوشیار تو بنو۔" (تقریر منیر قلب)

پیارے سنی مسلمانوں پر تو شدت حضرت عمرو اعلی حضرت رضی المولیٰ عنہ تمہیں ایک پیغام دے رہے ہیں ذرا کان لگا کر سنو! آخر تمہیں دین کی حمایت کرنے کے لیے کیوں فرما رہے ہیں؟ مذہب و ملت کے لئے دلی کاوش کا حکم کیوں دے رہے؟ اس میں سر کیا ہے؟۔ کیا حضور شیر بیشۂ سنت رضی المولیٰ عنہ یہ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں؟ نہیں ہر گز نہیں۔

دیکھو تمہارا رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ

"اے ایمان والو دین خدا کے مددگار ہو۔"

اور فرماتا ہے:

وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗؕ

"اور ضرور اللہ (عزّوجل) اس کی مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کرتا ہے۔"

اور فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ

"اے ایمان والو اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔"

دیکھو تمہارا رب عزوجل جس نے تمہیں وجود بخشا، تمہیں جلایا، تمہیں کھلایا پلایا، تمہاری حاجت روائی کی مشکل کشائی فرمائی۔ فرمان اس کا ہے۔ گوش ہوش سے سنو! وہ احکم الحاکمین ہے اس نے فرمایا دین خدا کی مدد کرو تو تعمیل حکم کرو۔ اب کام مومن کا یہ نہیں کہ حضرت عزت کے فرمان سے جی چرائے، چوں چراں کرے، اس کے فضائل و فوائد تلاش کرے اس کے پیچھے کی مصلحت و حکمت ڈھونڈے۔ بلکہ کام صرف یہ ہے کہ کان لگائے رکھے، تاک میں رہے کہ حکم کیا آتا ہے اور اس پر عمل کیسے کرنا ہے۔ فقط۔ اگر تجھے خلاف اس کے حکم کا کرنا ہے تو اس کے ملک سے نکل جا اور اپنی مرضی کر۔ مگر یاد رہے۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْاؕ-لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍۚ

"اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ، تم جہاں نکل کر جاؤ گے (وہاں) اسی کی سلطنت ہے۔"

پیارے سنی بھائیو دیکھو تمہارا رب تمہیں اس کے دین کی مدد کا حکم دیتا ہے چونکہ خصلت ہماری جانتا ہے اسی لئے اس کے فوائد وانعامات بتاتا ہے۔ کریموں کے در کا اصول ہے ان کے ہاں سے کوئی خالی نہیں جاتا پھر یہ تو بارگاہ اکرم الاکرمین ہے۔ فرماتا ہے کہ گر تم دین خدا کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا بلکہ تمہارے قدم جمادے گا۔ اے عزیز غور کیجئے تو یہ ایسی نعمت ہے جس پر ہزاروں نعمتیں قربان۔ تمام عالم

اس کا زیر فرمان ہے اور وہ تمہارا ناصر۔ سبحان اللہ العظیم۔

اتنی نسبت بھی دونوں جہاں میں بس ہے
تو میرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا

تم اس پر خلوص دل سے عمل تو کرلو پھر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے ساتھ ہوں گے کامیابیٔ دارین کے سہرے تمہارے سر بندھیں گے۔

قال اللہ تعالیٰ:

مثل الذی ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضعف لمن یشاء ط واللہ واسع علیم۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی ہے:

"انکی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیاں، ہر بالی میں سو دانے، اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے، اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔"

کچھ سمجھے؟ وہ تمام عالم سے بے پرواہ ہے اسم پاک اس کا "الصمد" ہے وہ بے نیاز ہے سارا جہان تو اس کی ملکیت ہے اسے تمہارے روپیوں، کوششوں، کاموں کی کیا ضرورت؟ مگر اس کی شان کریمی تمہیں موقع دیتی ہے تمہیں دین و دنیا کی برکتیں بٹورنے کا۔ دانا ہے وہ جس نے اس کی محبت میں مبتلا ہو کر کامیابی دو جہاں کی حاصل کی۔

ان کے نام پاک پر دل جان و مال
نجد یا سب تجدیا پھر تجھ کو کیا۔

اس کے خزانے میں کمی کہاں؟ اس سے زیادہ سخی کون؟ وہ ایک کے بدلے سو اور جسے چاہے ایک کے بدلے سو لاکھ اور جسے چاہے بے سبب دیتا ہے۔ دین کا کام کریں کہ فرماتے ہیں شہنشاہ کونین مالک و مختار دو جہاں صلی للہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

لان یھدی اللہ بک رجلا خیر لک مما طلعت علیک شمس و غربت۔

تیری وجہ سے کسی ایک کا ہدایت پاجانا ہر اس شئ سے بہتر ہے جس پر طلوعِ آفتاب ہو۔

اشاعت دین حق کریں کہ فرماتے ہیں امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت سرکار اعلی حضرت رضی المولیٰ عنہ:

"حدیث میں ہے:

لیس منا من اعطی الدنیۃ فی دیننا۔

ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے دین کے معاملہ میں دبتی رکھنے دے کہ ان ضرورتوں اور ضرروں کے ہوتے ہوئے بیشک جو اس میں بے پروائی و چشم پوشی برتے گا اور حسب طاقت دین کی مدد نہ کرے گا اور شعار اسلام کو نقصان پہنچنے دے گا، روز قیامت سخت بازپرس میں پکڑا جائے گا اور اس کی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کی شدید حاجت کے وقت اسے بے یار و مددگار چھوڑے، جیسا اس نے دین کی مدد سے منہ موڑا،

قال اللہ تعالیٰ فکذلک الیوم تنسی

اس سے قیامت میں فرمایا جائے گا جیسا تونے دین کو بھلا دیا تھا تو ایسا ہی آج تو بھلا دیا جائے گا کہ کوئی تیری خبر نہ لے گا۔

دین حق کی اشاعت کریں کہ فرماتے ہیں حضرت صدر الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ:

ابو داود و نسائی و دارمی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مشرکین سے جہاد کرو، اپنے مال اور جان اور زبان سے یعنی دِین حق کی اِشاعت میں ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار ہو جاؤ۔“

اور ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ فقط ہم ہی دین کا کام کرتے ہیں یا معاذ اللہ دین کو ہماری ضرورت ہے یا ہم نے کیا کہ ارشاد فرماتے ہیں سرور دو عالم صلی للہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

ان اللہ تعالیٰ لیؤید الاسلام برجال ماھم من اھلہ

بے شک اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں سے کراتا ہے جو خود اہلِ اسلام سے نہیں۔

اور فرماتے ہیں صلی للہ علیہ وسلم؛

وان اللہ لیؤید ھذالدین بالرجل الفاجر۔

بے شک جنت میں کوئی نہ جائے گا مگر مسلمان جان، اور بے شک اللہ اس دین کی مدد کرتا ہے فاسق کے ہاتھ پر۔

یوں تو دین کا کام کئی طرز سے ہو سکتا ہے مگر چونکہ اختصار مقصود ہے، یہاں چند اہم فرائض نقل کئے دیتے ہیں فرماتے ہیں سرکار اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ عنہ:

"مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے گمراہوں (جملہ بہتر فرقوں/کفاروں/مشرکوں)، گمراہ گرو، بے دینوں کی بات پر کان نہ رکھیں، ان پر فرض ہے کہ روافض و مرزائیہ اور خود ان بے دینوں یا جس کا فتنہ اٹھتا دیکھیں سد باب کریں، وعظ علماء کی ضرورت ہو وعظ کہلوائیں، اشاعت رسائل کی حاجت ہو اشاعت کرائیں، حسب استطاعت اس فرض عظیم میں روپیہ صرف کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔"

یعنی اولا جملہ بہتر فرقوں و دیگر شاتمان خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم سے دور و نفور رہو۔ ان کے سایہ سے دور بھاگو ان کو اپنے سے دور کردو۔

ثانیاً جو فتنہ، فرقہ، جماعت، شخص اہلسنت والجماعت یعنی مسلک اعلی حضرت کے خلاف جائے سیدھے سادے مسلمانوں کو بہکائے اس کا کھلم کھلا رد کریں اس پر پردہ چاک کریں بھولیں مسلمانوں کو اس کے مکروفریب سے بچائیں۔

ثالثاً اگر تقریر کے ذریعہ رد درکار ہو تو علماء حق کثرھم اللہ تعالیٰ نصرھم و ابدھم و ایدھم سے رد بد مذہباں میں وعظ کہلوائیں۔

رابعاً تحریری رد کی ضرورت ہو تو کتابیں چھپوائیں۔

خامساً ان مبارک کاموں میں حسب استطاعت روپیہ خرچ کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ: یہ غلط فہمی کہ ہمارے اکیلے کے کرنے سے کیا ہوتا ہے اس کا جواب دیتے ہوئے امام اہلسنت رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یہ خیال نہ کیجئے کہ ایک ہمارے کئے کیا ہوتا ہے ہر ایک نے یونہی سمجھا تو کوئی کچھ نہ کرے گا، بلکہ ہر شخص یہی تصور کرے کہ مجھی کو کرنا ہے، یوں انشاءاللہ تعالیٰ سب کر لیں گے، چند جگہ جاری تو کیجئے پھر خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

۲) اور ان کفار ناہنجار کی تمام کوششیں اسی میں صرف ہے کہ تم اور تمہارا دین لٹ جائیں (والعیاذ باالله تعالیٰ)۔ وہ ہر دن تمہاری اور تمہارے دین کی بربادی کے پلان بناتے ہیں۔ تمہیں تمہارے دین کو شعائر و معظمان دین کو نقصان پہنچانا ان کی دلی تمنا ہے۔ تمہاری تباہی ان کی دلی آرزو ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہوں۔ تم جب تک مومن ہو وہ ہرگز تمہیں نقصان نہ پہنچا پائیں گے پس وہ تمہارے ایمان کی تاک میں ہے۔ اسی لئے دن رات اس دین متین کو نقصان پہنچانے کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔

دیکھو تمہارا رب عزشانہ فرماتا ہے:

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـٔوْا نُوْرَ اللہ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ یَاْبَى اللہ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

"چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے (اگرچہ) برا مانیں کافر۔"

اور فرماتا ہے:

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـٔوْا نُوْرَ اللہ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللہ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

"چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھادیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے بُرا مانیں کافر۔"

اور فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًاؕ-وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْۚ- قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَ مَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُؕ-قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ

"اے ایمان والو غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں گئی (کمی) نہیں کرتے اُن کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے بیر (بغض) ان کی باتوں سے جھلک اُٹھا اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنادیں اگر تمہیں عقل ہو۔"

مگر ان سب کے باوجود ہر گز نہ گھبرانا کہ تم لاوارث نہیں ہو تمہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا نہ چھوڑا۔ انبیاء کرام و اولیاء اسلام صلوات اللہ و سلامہ اجمعین نے تم سے منہ نہ موڑا۔ جب تک تم سنی صحیح العقیدہ دشمنان خدا اور سول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم پر غیظ و غضب ڈھانے والے مسلمان ہوں یہ تمام تمہارے حامی و ناصر ہیں۔ تم ان کی حفاظت میں ہو جو صاحب غوثیت کبری ہے۔

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

یعنی حضور پر نور محبوب سبحانی غوث الصمدانی حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی المولیٰ عنہ وارضاہ عنا۔ ایسے عظیم آقا سنیوں کی مدد پر مامور ہیں پس مشکلوں میں مدد کے لئے غوث اعظم رضی المولیٰ عنہ کو پکارو۔

سرکار اعلی حضرت رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں، اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز، سیدنا ابوالحسن نورالدین بہجۃ الاسرار شریف میں سیدنا ابوالقاسم عمر بزاز قدس سرہ سے روایت فرماتے ہیں:

قال سمعت السیدالشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول غیر مرۃ عثرا خی حسین الحلاج فلم یکن فی زمانہ من یاخذ بیدہ ولوکنت فی زمانہ لاخذت بیدہ وانا لکل من عثربہ مرکوبہ من اصحابی و مریدی و محبی الی یوم القیمۃ اخذبیدہ۔

والحمد اللہ رب العلمین۔

یعنی میں نے اپنے مولیٰ حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہا فرماتے سنا میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسلا ان کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی دستیگری کرتا اس وقت میں ہوتا تو ان کی دستگیری فرماتا اور میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے لغزش ہو گی میں اس کا دستگیر ہوں۔

کہا تم نے جو مانگو گے ملے گا
رضا تجھ سے ترا سائل ہے یا غوث۔

آخر میں حضور شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کا فرمان عالیشان سن چلو فرماتے ہیں:
"اٹھو اللہ پر رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بھروسہ کرکے دین الہی کی حمایت کے لئے کمر ہمت چست باندھو آج اعدائے دین تمہارے پیارے مذہب اسلام کے مٹانے کے لیے اپنے سونے چاندی کو پانی کی طرح بہارہے ہیں تم بھی تیار ہو جاؤ۔"

والحمد لله الذی حمده نور و ذکره طهور والصلاة والسلام علی سید کل طیب طاہر وألہ وصحبہ الاطائب الاطاهر۔

سگ بارگاہ غوث اعظم
محمد متین رضا حبیبی حشمتی غفرلہ القوی

ماخذ و مراجع:
الفرقان الحمید
احادیث شریفہ
فتاویٰ رضویہ شریف
بہار شریعت
تقریر منیر قلب

☆☆☆☆☆☆

فرمان مظہر اعلی حضرت

رضی المولیٰ عنہ

ان بے دینوں کو یہ نہیں معلوم کہ ہر شخص اگرچہ اپنی قبر میں جائیگا لیکن باوجود قدرت و استطاعت اگر کوئی شخص بدمذہبوں، بے دینوں کی بدمذہبیوں، بے دینیوں پر قصداً رد و ابطال نہ کرے گا اور امت مصطفویہ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ و التحیۃ کو ان کے کفریات میں مبتلا ہوتے دیکھ کر بھی ساکت و خاموش رہے گا تو خود اس کی قبر بھی واحد قہار جل جلالہ کی لعنتوں سے بھر دی جائیگی۔ یہ ان بدمذہبوں کی قبر میں تو نہ جائے گا لیکن خود اس کی قبر میں وہی عذابات و عقوبات ہوں گے جو ان بدمذہبوں کیلئے ہیں کہ اس نے اپنے سکوت اور اپنی مداہنت سے ان بدمذہبوں بے دینوں کو اشاعت کفر و ضلال میں مدد پہنچائی۔

مدیر: عبید حشمت علی

تزئین کار: محمد سہیل رضا حشمتی